اِنَّ الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

اللّٰہ اکبر

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر
غلام نبی

ترسیل زر
بنام مینیجر روزنامہ
الفضل ہو

شرح چندہ
پیشگی

سالانہ عسہ
ششماہی صہ
سہ ماہی ۱۲/
ماہانہ ۱ہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۴ | ۱۱ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۵ھ | یوم جمعہ | مطابق ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹۔ جولائی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے آج تقریباً ۱۰ بجے صبح مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے جامعہ احمدیہ کے کمپاؤنڈ میں طلباء کے سامنے استغفار کے فوائد اور اس کے ذریعہ قرب الٰہی کے مدارج طے ہونے پر تقریباً دو گھنٹہ عالمانہ تقریر فرمائی ؎

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر میانی شیرا ضلع گورداسپور بسلسلہ تبلیغ بھیجے گئے ہیں ؎

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کوئی آسمان تک نہیں پہنچ سکتا مگر وہی جو آسمان سے آتا ہے

"اگر واقعات خارجیہ کی شہادت کچھ چیز ہے۔ تو تم انصافاً آپ ہی شہادت دے سکتے ہو۔ کہ اس موجودہ زمانہ میں تمہاری کیا حالتیں ہیں۔ سچ کہو۔ کہ کیا تم گناہوں سے۔ اور تمام اُن حرکات سے جو تقوےٰ کے برخلاف ہیں۔ ایسے ڈرتے ہو جیسا کہ ایک زہر ہلاہل کے استعمال سے انسان ڈرتا ہے۔ سچ کہو۔ کہ کیا تم اس تقوےٰ پر قائم ہو جس تقوےٰ کے لئے قرآن شریف میں ہدایت کی گئی تھی سچ کہو۔ کہ وہ آثار جو سچے یقین کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ تم میں ظاہر ہیں۔ تم اس وقت جھوٹ نہ بولو۔ اور بالکل سچ کہو کہ کیا وہ محبت جو خدا سے کرنی چاہیئے۔ اور وہ صدق و ثبات جو اس کی راہ میں دکھلانا چاہیئے۔ وہ تم میں موجود ہے۔ تم خدائے عزّ و جل کی قسم کھا کر کہو۔ کہ اس مُردار دُنیا کو جس صفائی سے ترک کرنا چاہیئے۔ کیا تم اُسی صفائی سے ترک کر چکے ہو اور جس اخلاص اور توحید اور تفرید سے خدائے واحد لاشریک کی طرف دوڑنا چاہیئے۔ کیا تم اُسی اخلاص سے اُس کی راہ میں دوڑ رہے ہو۔ ریاکاری سے بات مت کرو اور لاف زنی سے لوگوں کو خوش کرنا مت چاہو۔ کہ وہ خدا درحقیقت موجود ہے۔ جو تمہارے ہر ایک قول اور فعل کو دیکھ رہا ہے۔ تم بات کرتے وقت اس قادر کا خیال کر لو جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے۔ وہ چھوٹی شیخیوں کو ایک دم میں جہنم کا ہیزم کر سکتا ہے۔ سو تم سچ سچ کہو۔ کہ تمہارے قدم دُنیا کی خواہشوں یا دُنیا کی آبروؤں یا دُنیا کے مال و متاع میں پھنسے ہوئے ہیں یا نہیں۔ پس اگر تمہیں خدا پر یقین حاصل ہوتا۔ تو تم اس زہر کو ہرگز نہ کھاتے۔ اور قریب تھا۔ کہ دُنیا اس زہر سے مر جاتی۔ اگر خدا یہ آسمانی سلسلہ اپنے ہاتھ سے قائم نہ کرتا۔ اور اگر تم چالاکی سے کہو۔ کہ ہم ایسے ہی ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اور ہم میں گناہ کی کوئی تاریکی نہیں اور پورے یقین کے انجن سے ہم کھینچے جا رہے ہیں۔ تو تم نے جھوٹ بولا ہے۔ اور آسمان اور زمین کے بنانے والے پر تہمت لگائی ہے۔ اس لئے

احمدی مبلغ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ایم۔اے کے

کلکتہ میں شاندار لیکچر

کلکتہ ۲۶ جولائی (بذریعہ ڈاک) بنگال کا پروگرام پورا کرنے کے بعد صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی سابق مبلغ امریکہ ۲۰ جولائی کلکتہ پہونچے۔ اسی دن شام کو زیر صدارت جناب حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ انجمن احمدیہ ہال میں ایک جلسہ کیا گیا جس میں صوفی صاحب نے امریکہ میں اپنے تجربات پر تقریر فرمائی۔ علاوہ احمدیوں کے کچھ غیر احمدی دوست بھی شریک جلسہ ہوئے۔ لیکچر کے بعد صدر جلسہ جناب امیر جماعت احمدیہ نے صوفی صاحب کے امریکہ میں سات سال تک کامیابی کے ساتھ تبلیغ اسلام میں مصروف رہنے کے متعلق بہت ہی شاندار الفاظ میں ذکر کیا۔ اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد جلسہ دعا پر برخاست ہوا۔

۲۱ جولائی کو مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال میں زیر اہتمام کلکتہ مسلم انسٹی ٹیوٹ زیر صدارت مولوی عبد الکریم صاحب ایم۔ ایل۔ سی (بنگال) صوفی صاحب کا ایک لیکچر "امریکہ میں اسلام" پر انگریزی میں ہوا۔ جلسہ میں علاوہ ممبران مسلم انسٹی ٹیوٹ کے بہت سے دیگر مسلم شرفا بھی شریک ہوئے۔ قریباً سوا گھنٹہ تک صوفی صاحب نے امریکہ میں کس طرح اسلام پھیل رہا ہے اسلامی مبلغ کو وہاں کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہاں کے لوگ اسلام کے اصول سے کس طرح ناواقف ہیں۔ وغیرہ امور پر بہت ہی دلچسپ پیرایہ میں تقریر کی۔ لیکچر کے بعد صدر جلسہ مولوی عبد الکریم صاحب نے بہت شاندار الفاظ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا اعتراف کیا۔

۲۳ جولائی زیر اہتمام انجمن احمدیہ کلکتہ البرٹ ہال میں صوفی صاحب کا ایک لیکچر Islam The Solution of World Problems پر ہوا۔ ڈاکٹر کالیداس ناگ صاحب ایم۔ اے آف کلکتہ یونیورسٹی جلسہ کے صدر تھے۔ جلسہ میں بہت سے مسلم اور غیر مسلم شرفاء اور طالب علم شریک ہوئے۔ صوفی صاحب ایک گھنٹہ تک تقریر کرتے رہے۔ جسے سامعین نے بہت دلچسپی سے سنا۔ (نامہ نگار)

آریہ سماج دینانگر سے مناظرہ

آریہ سماج دینانگر ضلع گورداسپور اور جماعت احمدیہ کے درمیان تناسخ کے موضوع پر مناظرہ قرار پایا ہے۔ شرائط کی تصفیہ ہو چکا ہے۔ مناظرہ ۲ اگست بروز اتوار ٹھیک تین بجے بعد دوپہر شروع ہوگا۔ انشاء اللہ۔ قرب و جوار کے احمدی احباب کو اس مناظرہ کے موقعہ پر بکثرت دینانگر پہونچنا چاہیئے۔

(ابو العطاء اللہ دتہ جالندھری مہتمم تبلیغ ضلع گورداسپور)

خریداران الفضل کو وی۔پی کی اطلاع

الفضل کے جن خریداروں کا چندہ ۱۶ جولائی ۳۶ء سے ۱۵ اگست ۳۶ء تک کسی تاریخ ختم ہوتا ہے۔ ان کی فہرست شائع کی جاچکی ہے۔ براہ مہربانی وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر براہ راست یا محاسب صاحب کے ذریعہ بھجوا دیں۔ ورنہ ان کے نام ۱۸ اگست کا پرچہ وی۔پی ہوگا۔ جو اصحاب ضمیمہ درس القرآن کے خریدار ہیں ان کے وی۔پی میں ۱۳ چندہ درس بھی شامل ہوگا۔ رقم یا اس کے متعلق اطلاع ۱۷ اگست تک دفتر میں پہونچ جانی چاہیئے۔ ورنہ وی۔پی روانہ ہو جائے گا۔ (مینیجر)

قبرستان کا مقدمہ

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مقدمہ قبرستان جس میں ۱۹ احمدیوں پر زیر دفعہ ۳۲۶/۱۴۹ مجسٹریٹ درجہ اول بٹالہ نے فرد جرم عائد کر دیا ہے۔ اس کی آئندہ سماعت یکم اگست ۳۶ء کو ہوگی۔ اور اس تاریخ پر مزید گواہان استغاثہ کی شہادتیں قلمبند کی جائیں گی۔ عدالت کے پہلے طرز عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے غالب خیال ہے۔ کہ اس تاریخ سے مقدمہ کی سماعت پھر لگاتار شروع رہے گی۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

تلاش گمشدہ

میرا بھتیجا مسمی اکبر شاہ ولد سید محمد شاہ صاحب ساکن ڈیرانہ تحصیل پنڈر ریاست پونچھ عرصہ ایک سال سے لاپتہ ہے۔ عمر تقریباً ۲۵ سال۔ قد لمبا۔ رنگ گندمی ناک لمبا اور پتلا۔ سنا ہے۔ کہ وہ لائلپور یا سرگودھا میں ہے۔ اس لئے سرگودھا یا لائلپور کے احباب جماعت کو اگر کچھ علم اس کی بابت ہو۔ تو خاکسار کو اطلاع دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (سید باقر علی شاہ احمدی ساکن ڈیرانہ تحصیل پنڈر ریاست پونچھ کشمیر)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۶ جولائی سے ۲ جولائی ۱۹۳۶ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	پتہ
۱	مسماۃ رحمت بی بی صاحبہ (معہ ایک لڑکا و لڑکی)	ضلع لدھانہ
۲	مسماۃ نورن بی بی صاحبہ (معہ ایک لڑکا و تین لڑکیاں)	″ ″
۳	ساون خانصاحب	ضلع حیدر آباد سندھ
۴	برکت علی صاحب	″ شیخوپورہ
۵	چوہدری رلے خانصاحب	″ لدھانہ
۶	فضل احمد صاحب	″ گورداسپور

نہایت ضروری اعلان

جو دوست اپنے کسی عزیز موصی کا کتبہ سنگ مرمر کا خود تیار کرا کر بھجوانا چاہیں وہ بلا منظوری سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان نہ بھیجیں۔ بلکہ پہلے خط و کتابت کرکے کتبہ کے متعلق ضروری ہدایات دفتر ہذا سے حاصل کر لیں۔

اسی طرح کوئی دوست بلا اجازت مقبرہ بہشتی میں کتبہ لگوانے کا انتظام نہ فرمائیں البتہ اجازت لے کر خود کتبہ لگا سکتے ہیں۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

دعائے مغفرت

میری اہلیہ ۱۷ جولائی کو فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نہایت صالحہ تھیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ (خاکسار غلام محمد عہدی پور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

جمعیۃ العلماء کا ترجمان اور احرار

"جمعیۃ العلماء ہند" کے "واحد ترجمان" نے احرار کے اس فتنہ و شرارت کی تائید میں جو احمدیوں کے فوت ہونے والوں کی تدفین میں مزاحمت کی شکل میں کی جا رہی ہے۔ جن غیر معقول خیالات کا اظہار کیا۔ ان پر گذشتہ پرچہ میں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اب یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ غیر مسلموں کی اس نکتہ چینی کے متعلق کہ "مسلمان اس واقعہ کی موجودگی میں مساوات اور اخوت کی ڈینگ کس مونہہ سے مار سکتے ہیں مسلمانوں کو اس واقعہ پر شرم و ندامت سے سر جھکا لینا چاہیئے۔ اور اس کے بعد مساوات کا لفظ زبان پر نہ لانا چاہیئے" جو کچھ لکھا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے۔

"الجمعیۃ" لکھتا ہے:-

"مسلمانوں نے کبھی کسی مرزائی کو بلکہ کسی انسان کو اچھوت نہیں سمجھا۔ نہ ان کو نجس اور ناپاک قرار دیا۔ نہ ان کے حقوق غصب کئے۔ نہ ان کا اقتصادی بائیکاٹ روا رکھا۔ اور نہ ان کے چھونے سے دھرم کے بھرشٹ ہونے کا گمان کیا۔ اگر ایسا کیا جاتا۔ تو بلاشبہ اسلامی مساوات پر حرف آ سکتا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ چیز اسلام کی روح مساوات۔ اور مسلمانوں کے وسیع النظر زاویہ نگاہ سے بہت بعید ہے"

معلوم ہوتا ہے۔ یہ سطور لکھتے ہوئے "الجمعیۃ" یا تو اس بات کو بھول گیا ہے۔ کہ کن لوگوں کی حمایت میں اس نے قلم اٹھایا۔ یا دیدہ دانستہ ان کو نظر انداز کر گیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ شریف مسلمانوں نے جن کے مقابلہ میں احرار بہت ہی قلیل ہیں۔ کبھی احمدیوں کو اچھوت نہیں سمجھا۔ ان کو نجس اور ناپاک نہیں قرار دیا۔ ان کا بائیکاٹ نہیں کیا۔ اور نہ ان کے چھونے سے دھرم کے بھرشٹ ہونے کا گمان کیا۔ لیکن غیر مسلموں نے اسلامی مساوات پر جو اعتراض کیا ہے۔ اس کی بنیاد ایسے مسلمانوں کا احمدیوں کے متعلق کوئی طریق عمل نہیں۔ بلکہ احرار کے شرمناک رویہ کی بنا پر ہے۔ اور احرار گذشتہ دو اڑھائی سال سے احمدیوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے ہیں۔ اور جسے بڑے فخر کے ساتھ اخبارات میں شائع کراتے رہے ہیں۔ اور اب تک کر رہے ہیں۔ وہ تمام ان حرکات شنیعہ پر مشتمل ہے۔ جن کی "الجمعیۃ" نے مسلمانوں کے متعلق نفی کی ہے اور جن کو اسلامی مساوات کے خلاف تسلیم کیا ہے۔ یہ واقعات ہیں۔ اور مصدقہ واقعات۔ جو "الفضل" میں مقام اور افراد کے ناموں کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ کہ کئی جگہ احمدیوں کو کسی دوکان پر کھانا کھانے یا پانی پینے پر احرار نے ان کو مجبور کیا۔ کہ وہ ان برتنوں کی قیمت ادا کریں۔ کیونکہ وہ ان کے ہاتھ لگا دینے سے ناپاک اور نجس ہو چکے ہیں۔ پھر جہاں تک ان سے بس چلا۔ انہوں نے احمدیوں کے حقوق کھلم کھلا غصب کئے۔ اور یہ کہکر غصب کئے۔ کہ احمدیوں کی ہر ایک چیز ان کے لئے روا اور جائز ہے۔ پھر جگہ جگہ احمدیوں کا کلیتہً بائیکاٹ کرانے کی کوشش کی گئی اور کئی مقامات پر احمدیوں کو ضروریات زندگی قیمت ادا کر کے حاصل کرنے سے بھی روک دیا گیا۔ اور اس بات کو اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھکر اخبارات میں لکھا جاتا رہا پھر یہ اعلان کئے گئے۔ کہ کسی احمدی کو کسی مسجد میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور اگر کبھی داخل ہو کر کوئی احمدی نماز پڑھے تو اس جگہ کو ناپاک سمجھ کر صاف کیا جائے۔ یہ اور اس سے بھی بد ترین حرکات احرار نے جماعت احمدیہ کے متعلق روا رکھیں اور اب احمدیوں کے مُردوں کی تدفین میں مزاحمت کا ان میں اضافہ کیا گیا ہے بلکہ یہ نتیجہ ہے انہی افعالِ ناسزا کا۔ کہ ان کی وجہ سے عوام کے دلوں میں احمدیوں کے متعلق بغض و عناد کا اس قدر زہر بھر دیا گیا ہے۔ کہ وہ مُردہ کی توہین ایسے انسانیت کش اور شرمناک جرم کے ارتکاب کے لئے بھی تیار ہو گئے ہیں۔

اخبار "الجمعیۃ" کو اگر پہلے احرار کی ان حرکات کا علم نہیں تھا۔ تو کیا اب جبکہ اسے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ وہ جرأت اور دلیری سے کام لے کر یہ اعلان کر دے گا۔ کہ وہ احرار جنہوں نے "احمدیوں کو نجس اور ناپاک قرار دیا۔ ان کے حقوق غصب کئے۔ ان کا اقتصادی بائیکاٹ روا رکھا۔ ان کے چھونے سے دھرم کے بھرشٹ ہونے کا گمان کیا" وہ "بلاشبہ اسلامی مساوات پر حرف لانے کا باعث بنے" اور انہوں نے ایسا شرمناک رویہ اختیار کیا۔ جو "اسلام کی روح اور مساوات اور مسلمانوں کے وسیع النظر زاویہ نگاہ سے بہت بعید ہے" کیونکہ یہ حق ہے۔ کہ احرار نے احمدیوں کے متعلق ان سب حرکات کا ارتکاب کیا۔ اور اب تک کر رہے ہیں۔ اور جمعیۃ العلماء کے واحد ترجمان کو ہمیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ ساکت عن الحق کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ پس "الجمعیۃ" کو بہت جلد یہ اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ احرار فی الواقعہ اسلامی مساوات کے لئے بدنامی کا موجب بن رہے ہیں۔ اور ایسے افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کہ جو اسلام کی روح مساوات۔ اور مسلمانوں کے وسیع النظر زاویہ نگاہ سے بہت بعید ہے۔ ورنہ سمجھا جائے گا۔ کہ "الجمعیۃ" نے غیر مسلموں کے اعتراضات سے مجبور ہو کر ایسی باتیں کہدیں جن کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرنے کا نام تک لینے کی اس میں جرأت نہیں ہے۔

"الجمعیۃ" نے ہندوؤں کے اعتراض کے جواب میں انہیں طعنہ دیا ہے۔ کہ ان کے نزدیک "اچھوت اقوام کی حیثیت جانوروں سے بدتر اور کیڑوں مکوڑوں سے بھی زیادہ ذلت آمیز ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ

"اس ظلم و ستم کو نظر انداز کر کے صرف اتنی سی بات پر اسلامی مساوات کا مذاق اڑانا کہ ایک مرزائی کو اس کے کفر کی وجہ سے اسلامی قبرستان میں دفن ہونے نہیں دیا گیا۔ کتنی بڑی حماقت۔ اور افسوسناک جہالت ہے"

مگر مسلمانوں کی اس حماقت اور جہالت پر بھی کبھی غور فرمایا۔ کہ ہندو تو ان لوگوں کو بھی جنہیں کیڑوں مکوڑوں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ اور جو خود ہندو کہلانا پسند بھی نہیں کرتے۔ اپنے سے جدا کرنا کسی حالت میں پسند نہیں کرتے" لیکن احراری باوجود "الجمعیۃ" کے یہ لکھنے کے کہ مسلمان نہ تو احمدیوں کو نجس اور ناپاک سمجھتے ہیں۔ نہ ان کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ نہ ان کا بائیکاٹ جائز قرار دیتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ارکان اسلام پر دیگر تمام مسلمانوں سے زیادہ عمدگی کے ساتھ عمل کرتے اسلام کی اشاعت اور حفاظت کے لئے بے مثل خدمات سرانجام دیتے۔ اور اسلام کی خاطر ہر جگہ سینہ سپر رہتے ہیں۔ حکومت سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور انہیں مسلمان کہلانے سے روک دیا جائے۔

جن لوگوں کی عقل و سمجھ پر اس قدر پردے پڑ چکے ہیں۔ انہیں اسلامی مساوات چھوڑ اسلام کی بیخ کنی سے ہی کیا دریغ ہو سکتا ہے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو ان کی ایسی حرکات کو دیکھتے ہوئے بھی ان کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے انہیں انسانیت اور شرافت کا سبق نہیں پڑھاتے۔ اور انہیں شر و فساد سے نہیں روکتے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آزادی اقوام

اخبار ”احسان“ کے اعتراضات کے جواب

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
بازچوں آید بیابد ہم ازیں رہ بالیقیں
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

از جناب ابوالعطاء مولوی اللہ دتا صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ

(۲)

نظام حکومت کی ضرورت

انسان مدنی الطبع ہے۔ اور مل کر رہنے کیلئے حکومت کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ تاکہ ہر شخص کی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت ہو سکے۔ اور اس کے جذبات و احساسات کو مجروح ہونے سے بچایا جا سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش سے نظام حکومت پایا جاتا ہے۔ ہمیں اس وقت اس نظام کی نوعیت سے بحث نہیں۔ شخصی حکومت ہو یا جمہوری۔ استعماری سلطنت ہو۔ یا انتداب و حمایت کا رنگ۔ بہرحال مجتمع انسانی کے لئے کسی حکومت کا ہونا لازمی ہے۔ اور انسان کے لئے کسی دستور و قانون کا وجود ضروری۔ حکومت کا مقصد و مدعا یہ ہے۔ کہ انسان ایک دوسرے پر ظلم نہ کر سکیں۔ اور کمزوروں کے حقوق کو غصب اور ان کی آزادی کو سلب نہ کیا جا سکے۔

انبیاء اور حکومت

انبیاء علیہم السلام اہل دنیا سے کسی اجر اور بدلہ کے طالب نہیں ہوتے انہیں تو اپنے مولا کی رضا بس ہوتی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ کسی نبی نے اپنی نبوت کی غرض و غایت اپنا بادشاہ بننا بیان کی ہو۔ بلکہ ان کے مخالف ان پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں۔ کہ یہ بڑائی اور حکمرانی چاہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے دشمنوں نے ان کے متعلق کہا۔ یرید ان یتفضل علیکم (المومنون ع ۲) کہ یہ تم لوگوں پر اپنی برتری ثابت کرنا چاہتا ہے۔ فرعون اور اس کے سرداروں نے حضرت موسےٰ اور ہارون علیہما السلام کو کہا۔ کہ تم اس لئے یہ دعوے کرتے ہو کہ وتکون لکما الکبریاء فی الارض (یونس ع ۸) تاتمہیں زمین میں بڑائی حاصل ہو جائے۔

تاریخ عالم پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کا مقدس گروہ حکومتِ ارضی کا طالب نہیں تھا۔ اسی لئے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ کسی نبی نے آتے ہی بادشاہوں اور قائم شدہ حکومتوں کے خلاف علم مخالفت بلند کیا ہو۔ اور اہل زمین پر فوج کشی کر کے استعماری اغراض کے ماتحت فتوحات حاصل کی ہوں۔ اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو۔ کہ انبیاء کا طریق ایسا نہ تھا۔ بلکہ وہ بلا وجہ اور بلاسبب آتے ہی حکومتوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ تو ہم ایسے شخص کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ اس دعوے کی تائید میں ایک مثال ہی پیش کرے۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ ایسا شخص سینکڑوں ہزاروں نبیوں میں سے ایک نبی کی مثال بھی اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لئے پیش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ امر واقع یہ ہے۔ کہ جب کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے۔ تو وہ اور اس کے اتباع قائم شدہ حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے ذمہ وار افسران اعلےٰ کو خواہ وہ بادشاہ ہوں یا جمہوری حکومتوں کے رؤساء دعوتِ حق دیتے ہیں۔ اور انہیں آسمانی حکومت کی تائید کرنے کی طرف بلاتے ہیں۔ ظلم اور بندگانِ خدا کی ایذا دہی سے اجتناب کی تلقین کرتے ہیں بلکہ ان کو قبول حق میں اپنی رعایا کے لئے اسوہ حسنہ بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے شاہی خاندان کے ممبر نے فرعونیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ یاقوم لکم الملک الیوم ظاھرین فی الارض فمن ینصرنا من بأس اللہ ان جاءنا۔ (غافر ع ۴) اے میری قوم آج تو تمہاری حکومت ہے۔ اور تم زمین پر غالب ہو۔ لیکن اگر خدا کا عذاب آگیا۔ تو کون ہماری مدد کرے گا۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے جب رومانی حکومت کو ٹیکس ادا کرنے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا:۔ ”جو قیصر کا ہے۔ قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو“ (متی ۲۲/۲۱)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوئے رسالت کے بعد قیصر و کسریٰ اور دیگر بڑے بڑے بادشاہوں اور رؤساء کو دعوتِ اسلام دی۔ شاہِ ہرقل کو آپ نے مکتوب میں ”عظیم الروم“ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اور اسے کہا کہ اگر تو اسلام قبول کرلے۔ تو یؤتک اللہ اجرک مرتین (بخاری جلد ۱ ص ۴) اللہ تعالےٰ تجھ کو دوچند اجر دے گا یعنی دنیا کی بادشاہت کے علاوہ آخرت میں بھی سرخروئی حاصل ہو گی۔

نبی کے متعلق حکومت کا رویہ

غرض انبیاء کی بعثت کی اولین غرض یہ نہیں ہوتی۔ کہ قائم شدہ حکومتوں کی بلاوجہ مخالفت کریں۔ وہ دردمند مصلح ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی انتہائی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ موجودہ اور قائم شدہ نظام میں مناسب اصلاح کر کے اُسے آسمانی بادشاہت کے قائم کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ کسی نبی کے اعلانِ رسالت کے بعد حکومت سابقہ کا رویہ تین صورتوں میں سے ایک ہو سکتا ہے (۱) بادشاہ اور اس کی حکومت اس نبی کی صداقت کو مان کر اس کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو جائے۔ (۲) بادشاہ اور اس کی حکومت اس نبی کی مکذب اور دشمن اور اس کی اور اس کے دین کی تباہی کے لئے کوشاں ہو (۳) بادشاہ اور اس کی حکومت نہ تو اس کی نبوت تسلیم کرے۔ اور نہ ہی اس کے دشمنوں کی صف میں کھڑی ہو۔ بلکہ غیر جانبدار رہے۔ حتیٰ کہ اس حکومت کی رعایا میں سے جو لوگ اس نبی پر ایمان لانا چاہیں۔ حکومت کے ارکان ان کے رستہ میں کوئی روک نہ بنیں۔ بلکہ انہیں پورے طور پر مذہبی آزادی دیں۔

نبی کی مخالف حکومت تباہ کیجاتی ہے

عقلاً یہ تینوں صورتیں ممکن ہیں۔ اور ہر عالمگیر نبی کے زمانہ میں دنیا کی بادشاہتیں ان تین قسموں میں منقسم ہو جاتی ہیں۔ اور ضروری ہے۔ کہ ان ہرسہ حالتوں کے احکام جدا جدا ہوں۔ جو بادشاہ یا رئیس نبی پر ایمان لایا۔ اور اس نے آسمانی شریعت کا جوا اپنی گردن پر رکھ لیا۔ اس کے متعلق تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں جو حکومت اس نبی کی مکذب ہو۔ اور اس کے نیست و نابود کرنے اور اس کے دین کو مٹانے کے درپے ہو۔ وہ یقیناً اس قابل ہے۔ کہ اسے جلد ملیامیٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ کسریٰ نے جب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی ازراہ تحقیر پرزہ پرزہ کر دیا۔ تو آپ نے اس کے خلاف بددعا کی (بخاری) اور اس کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وقال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا فاوحیٰ الیھم ربھم لنھلکن الظلمین ولنسکننکم الارض من بعدھم ذٰلک لمن خاف مقامی وخاف وعید (ابراہیم ۱۳-۱۴) کہ عاد، ثمود اور قوم نوح اور دیگر کافروں نے اپنے اپنے زمانہ کے نبیوں سے کہا۔ کہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دینگے۔ ورنہ تم ہمارے پرانے مذہب میں واپس آجاؤ۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے ان انبیا علیہم السلام کو وحی کی۔ کہ یاد رکھو۔ میں ان ظالموں کو ہی ہلاک کروں گا۔ اور پھر اسی زمین کا ان کے بعد تم کو مالک بناؤں گا۔ یہ میرا عہد ان کے لئے ہے۔ جو میرے مقام اور میرے وعید سے ڈرتے ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب نبیوں کے دشمن ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتے ہیں۔

اور ان کے مشن کو تباہ کرنے کی جدوجہد شروع کر دیتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ ان کی سلطنتوں کو تباہ۔ اور ان کی طاقتوں کو نابود کر دیتا ہے۔ لیکن جب تک نبیوں کی منکر حکومتیں ظالمانہ اور معاندانہ رویہ اختیار نہیں کرتیں۔ ان کا یہ حشر نہیں ہوتا۔ اگر حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ان کی تجویز ھٰذِہٖ نَاقَۃٌ لَّھَا شِرْبٌ وَّلَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (الشعراء) پر عمل پیرا ہو جاتی۔ اور ان کی اونٹنی کو ذبح نہ کر ڈالتی۔ تو یقیناً اس ہلاکت سے بچائی جاتی۔ غرض جب تک انبیاء کے دشمن اپنی شرارت میں حد سے تجاوز نہیں کر جاتے۔ اللہ تعالےٰ ان کی تباہی کا فیصلہ نہیں فرماتا۔

غیر جانبدار حکومت کے متعلق اسلام کا حکم

اعلان نبوت سننے پر جو حکومت۔ تیسری صورت کو ترجیح دیتی ہے۔ یعنی وہ مومن تو نہیں۔ لیکن نبی کے مشن کی بیخکنی میں بھی حصہ دار نہیں ہوتی۔ اس کا کیا حکم ہے؟ سو واضح رہے۔ کہ دین کے لئے ایسی حکومتوں سے اسلام برسرپیکار ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ جب تک ان کی طرف سے مذہبی آزادی میں رخنہ اندازی نہ ہو۔ کیونکہ اسلامی جنگوں کی بڑی غرض مذہبی آزادی قائم کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ (البقرہ ۱۹۳)۔ کہ ان دشمنوں سے اس وقت تک جنگ کرو۔ جب تک فتنہ فرو نہ ہو جائے۔ اور مذہب میں زبردستی کا دخل نہ رہے۔ اور "فتنہ" کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔ قد فعلنا علی عھد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ کان الاسلام قلیلاً فکان الرجل یفتن فی دینہ اما یقتلوہ واما یوثقوہ حتیٰ کثر الاسلام فلم تکن فتنۃ۔ کہ ہم نے اس حکم قرآنی کی تعمیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کی۔ جبکہ مسلمان بالکل تھوڑے تھے۔ جو اسلام لاتا تھا۔ وہ اپنے دین کی وجہ سے فتنہ میں ڈالا جاتا تھا کیونکہ یا اس کو قتل کر دیتے۔ یا قید کر دیتے تھے۔ مگر جب اسلام پھیل گیا۔ تو آزادی کا دور آگیا۔ اور وہ فتنہ باقی نہ رہا۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر)

علاوہ ازیں قرآن مجید صراحتاً بیان فرماتا ہے۔ لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علےٰ اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون (الممتحنہ ۸-۹)

کہ اللہ تعالےٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے سے منع نہیں کرتا۔ جنہوں نے تم سے دین کے بارہ میں جنگ نہیں کی۔ اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ ہاں وہ صرف ان لوگوں کی دوستی اور موالات سے روکتا ہے۔ جنہوں نے تم سے دین کی وجہ سے لڑائی کی۔ اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ یا نکالنے میں مددگار ہوئے۔ کیونکہ ایسے شریروں سے جو دوستی رکھیگا۔ وہ خود ظالم ہوگا۔

ان آیتوں میں ہر دو قسم کے لوگوں اور حکومتوں کا حکم بیان فرما دیا۔ وہ جو دین کے تباہ کرنے کے لئے مکروفریب سے کام لے رہے ہوں۔ انہیں تو اسلام سے برسرپیکار قرار دیا۔ اور جو ایسے کافر نہیں ان سے راہ ورسم محبت اور احسان کا سلوک کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ کہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ دشمن کبھی تمہارے دوست بن جائیں

ضرر سے بچنے کے لئے غیر مسلموں سے مسلمانوں کے تعلقات

پھر جو کافر اور دشمن جنگ کی ابتداء نہ کریں ان سے بھی جنگ محض مذہبی اختلاف کی بناء پر جائز نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وھم بدؤکم اول مرۃ۔ بلکہ ان سے تو دنیوی رنگ میں موالات جائز ہے۔ چنانچہ حضرت امام بیہقی کی کتاب مختصر شعب الایمان کے ۶۶ ویں باب کی آیت الا ان تتقوا منھم تقاۃ پر حاشیہ میں ازہر کے مشہور عالم الشیخ محمد منیر لکھتے ہیں:۔

"نعم یجوز موالاتھم لاتقاء الضرر بقدر الحاجۃ بدلیل الاستثناء المذکور فی الآیۃ وھی صوریۃ فی الحقیقۃ لانھا للمومنین لا علیھم وایضاً یجوز الاستعانۃ بھم علی عدونا الذی ھو من جنسھم فیما لا یمس الدین الحنیف بشیٔ من تحالف واتفاق کما حالف النبی صلے اللہ علیہ وسلم خزاعۃ وھم علیٰ شرکھم" (ص۳)

یعنی کفار کے ضرر سے بچنے کے لئے بقدر ضرورت ان سے موالات جائز ہے جس پر آیت مذکورہ کا استثنا دلالت کرتا ہے۔ اور یہ موالات درحقیقت صوری ہے۔ کیونکہ اس میں مومنوں کا فائدہ ہے ان کا نقصان ہرگز نہیں۔ اور ایسا ہی کفار سے ان کے ہم جنس دشمن پر مدد طلب کرنا بھی جائز ہے۔ جبکہ ان سے معاہدہ اور پیمان دین اسلام کے کسی اصل کے خلاف نہ ہو۔ جیسا کہ خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو خزاعہ سے معاہدہ کیا تھا۔ حالانکہ وہ ہنوز مشرک تھے۔

اسلامی شریعت میں کافر طاقتوں سے معاہدات امن کرنا صرف اجتہادی مسئلہ نہیں۔ بلکہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ خود قرآن مجید ایسے مومنوں کے متعلق جو کافر قوموں میں رہتے ہیں۔ فرماتا ہے۔ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ (الانفال ۷۲)۔ کہ اگر وہ مذہبی معاملہ میں تمہاری مدد کے طالب ہوں۔ تو تمہارا فرض ہے۔ کہ ان کی مدد کرو۔ ہاں اس قوم کے خلاف تم ان کی مذہبی معاملات میں بھی مدد نہیں کر سکتے۔ جن کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہے۔

ان تمام آیات و واقعات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام قائم شدہ حکومتوں کو تہ و بالا کرنے کے لئے نہیں آتے بلکہ اگر ان میں اصلاح ممکن ہو تو ان کی اصلاح فرماتے ہیں۔ اگر وہ اپنے حال پر راضی ہوں۔ اور اسلام کے رستہ میں روک بننا نہ چاہیں۔ تو ان سے معاہداتِ امن کئے جا سکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ حکومت یا حکومتیں اس مذہب کو قوت سے مٹانا چاہیں۔ تو الٰہی سنت یہی ہے کہ ان حکومتوں کو مٹا کر ان کی جگہ نئے سلسلہ کے ہونہار فرزندوں کو قائم کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ محض اختلاف مذہب کی سزا اس دنیا میں نہیں ملتی۔ بلکہ اس کے لئے قیامت کا دن مقرر ہے۔ اس دنیا میں تو ظلم و ستم اور جور و تعدی کی سزا ملتی ہے۔ خواہ اس کے مرتکب افراد ہوں۔ خواہ حکومتیں۔

نبی روحانی بھی اور جسمانی بھی آزادی دلاتا ہے

بیان ماسبق سے ہرگز یہ گمان نہ کیا جائے کہ جب غیر مسلم حکومتیں غیر جانبدار رہ کر یا مسلمانوں سے معاہدہ کر کے برسراقتدار رہ سکتی ہیں۔ تو پھر اسلام کو ہمہ گیر حکومت کب نصیب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان تمام معاہدات کی روح رواں مذہبی آزادی ہے۔ اور اسلام کی اشاعت کے لئے امن اور مذہبی آزادی نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں کفار قریش کی ایسی شرائط بھی منظور فرمالی تھیں جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے مسلمان "ذلت" سے تعبیر کرتے تھے۔ اور انہیں ہرگز گوارا نہ تھا کہ آپ ایسی شرائط تسلیم فرمائیں۔ لیکن چونکہ اس معاہدہ کی رو سے دس برس تک جنگوں سے امن اور ملک میں مذہبی آزادی کی ضمانت ہو چکی تھی۔ اس لئے آپ نے جملہ شرائط منظور فرمالیں۔ لہٰذا یہ گمان نہ کرنا چاہیئے۔ کہ یہ صورت حالات تو اسلام کو ضعف پہنچانے والی ہے کیونکہ انبیاء کے مدمقابل حکومتوں کے رویہ کے لحاظ سے نبیوں کی جماعتوں کو دو ذریعہ سے حکومت دیجاتی ہے (۱) اگر دشمن جنگ کرے تو جنگ میں مسلمانوں کو فتح دی جاتی ہے۔

(۲) اگر دشمن معاہدہ کرے اور صلح سے رہے تو تبلیغ کے ذریعہ اس حکومت کے چھوٹے بڑے ارکان کو جلد یا بدیر اسلام میں داخل کیا جاتا ہے پہلی صورت میں طرز حکومت اور حکومت کرنے والے دونوں بدل جاتے ہیں اور دوسری صورت میں حکومت کرنیوالے وہی رہتے ہیں ہاں اسلامی جھنڈے کے نیچے آجاتے ہیں۔ لیکن طرز حکومت بہر حال اسلامی ہوجاتا ہے۔ پس نبی اپنی امت کو یا تو جنگی راستہ سے حکمرانی عطا کرتے ہیں۔ یا تبلیغی طریق سے نتیجہ ایک ہی ہے۔ اسے حاصل کرنے کے طریق جدا جدا ہیں۔ اور وہ بھی مخالف حکومتوں کے طریق عمل کی مناسبت کے لحاظ سے۔ غرض ہر نبی اپنی قوم کو آزادی دلاتا ہے۔ روحانی بھی اور جسمانی بھی۔ روحانی آزادی فوراً شروع ہوجاتی ہے۔ جسمانی آزادی دشمنوں کے طرز عمل اور مومنوں کی جاں نثاری اور قربانیوں پر موقوف ہوتی ہے۔ نبی بہر صورت فتنہ و فساد اور بلاوجہ جنگ و جدال اور خونریزی کا حامی نہیں ہوتا۔ اندریں حالات جب کسی نبی کی آزادیٔ اقوام سے متعلق جدوجہد کو دیکھنا ہو۔ تو ان تمام حالات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ جس طرح یہود نے ٹھوکر کھائی۔ جبکہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے فوری طور پر جسمانی بادشاہت کا مطالبہ کیا۔ حالانکہ روحانی حکومت کی عطا کردہ مذہبی آزادی کے پیش نظر حضرت مسیح علیہ السلام اس کا تختہ الٹنے نہ آئے تھے۔ ہاں انہوں نے آزادی کا بیج بو دیا۔ جو ضروری عرصہ کے بعد بارآور ہوا۔ لیکن نادان یہودیوں نے اس زمانہ میں اس کی قدر نہ کی۔ پس اگر تمام امور کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ تو یقیناً اس جگہ ٹھوکر لگنے کا بہت زیادہ احتمال ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور انگریزی حکومت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگریزی حکومت کی عملداری میں مبعوث کئے گئے۔ اور یہ حکومت دوست و دشمن کی گواہی کے مطابق مذہبی تشدد کی قائل نہیں۔ نہ ہی مذہبی آزادی کے چھیننے پر عمل پیرا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے پر عیسائیوں میں بہت ناراضگی پیدا ہوئی لیکن حکومت بلحاظ حکومت اپنی منصفانہ اور غیر جانبدارانہ پالیسی پر قائم رہی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی تعلیم کی اشاعت اور اپنی تبلیغ کے پھیلانے میں کوئی روکاوٹ نہ ڈالی اور احمدیہ تحریک کا مقابلہ زور اور قوت کے ساتھ نہ کیا۔ حکومت کے اس رویہ کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کے پیروؤں کو جسمانی آزادی اور دُنیا کی شان و شوکت تبلیغی طریق سے حاصل ہو۔ خود قرآن مجید نے مسیح موعود کے زمانہ کی جنگ کو روحانی اور آسمانی جنگ قرار دیا ہے۔ سورۃ کہف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتٰب ولم یجعل لہٗ عوجا۔ قیمًا لینذر بأسًا شدیدًا من لدنہ ویبشر المومنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجرًا حسنًا۔

احادیث کی رُو سے یہ آیات مسیح موعود کے زمانہ اور دجال کے فتنے سے متعلق ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں (اور وہ یہی زمانہ ہے) قرآن مجید کے محکم ترین تعلیم ہونے کے خلاف ایک سخت فتنہ برپا ہوگا۔ کچھ لوگ اس کی متعدد آیات کو منسوخ کہینگے جیسے علماء اور عام غیر احمدی کہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ اس کو سراسر منسوخ بتائینگے۔ جیسا کہ بہائی گروہ۔ اور کچھ لوگ اسے گذرے ہوئے زمانہ کے مناسب حال بتلائینگے۔ جیسا کہ مغربی لوگ اور مغرب زدہ مسلمان نوجوان ہیں۔ ہاں اس زمانہ میں لفظی مسلمان نہیں۔ بلکہ حقیقی مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا ہوگی۔ جو باطل اور خدا کا بیٹا ماننے والوں کا مقابلہ کرے گی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وہ جنگ بہت خطرناک ہوگی۔ مگر تیر و تفنگ سے نہ لڑی جائیگی۔ بلکہ من لدنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی کے عطا کردہ ہتھیاروں سے اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوگی۔

احادیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یاجوج و ماجوج کے فتنہ کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ جنگ اور لڑائی کے ذریعہ اس کا خاتمہ نہ ہوسکیگا۔ لایدان لاحد بقتالھم (مشکوٰۃ) بلکہ اس کا قلع قمع قرآن مجید کے باطل کش دلائل سے ہوگا۔ والعتوۃ علیہ یومئذ۔ بالفتح آن (کنزالعمال جلد ۷ صـ ۲۲۳)

پھر علاوہ ازیں مسیح موعود کے بارہ میں صحیح بخاری کی ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "یضع الحرب" بھی وارد ہے۔ یعنی وہ مسیح ظاہری جنگ نہیں کریگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کو جنگ کا شرعی طور پر موقعہ پیش آئے گا۔ مگر وہ جنگ نہ کرے گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ ایسی باامن حکومت کے زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ کہ اس کو جنگ کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ اس لئے اس کی جماعت کو مادی آزادی تلوار یا جنگ کے ذریعہ حاصل نہ ہوگی۔ بلکہ اس مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ ان کے ہاتھ میں تبلیغ ہوگی۔

حکومت انگریزی اور مذہبی آزادی

فی الواقعہ انگریزی گورنمنٹ مذہبی آزادی دیتی ہے۔ اور مذہبی دخل اندازی کی حامی نہیں۔ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کسی شہادت کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہر منصف مزاج اس کا اعتراف کرتا ہے۔ اور کرے گا۔ بلکہ انگریزوں کے اشد ترین دشمن بھی اس بارہ میں ان کی امتیازی شان کو تسلیم کرتے ہیں۔ تاہم میں ایڈیٹر صاحب "احسان" کی خاطر مصر کے مشہور رسالہ "المنار" کے متوفی ایڈیٹر الشیخ رشید رضا صاحب اور ان کے استاذ جناب مفتی محمد عبدہ کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ اول الذکر اپنے رسالہ "المنار" کی دوسری جلد میں لکھتے ہیں:-

"ولم تأل الحکومۃ الانکلیزیۃ جھدا بمداواۃ العدالۃ والحریۃ والامن فوق الشعوب الھندیۃ" یعنی انگریزی حکومت نے ہندوستان کے مختلف فرقوں کے درمیان انصاف۔ آزادی اور امن کے قیام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

ثانی الذکر فرماتے ہیں:-

نعم نحن لا ننکر ان بین الامم الاوربیۃ امۃ تعرف کیف تحکم من لیس علی دینھا و تعرف کیف تحترم عقائد من تسوسھم و عوائدھم وھی الامۃ الانجلیزیۃ فھی وحدھا الامۃ المسیحیۃ التی تقدر التسامح حق قدرہ۔ ہاں ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یورپین قوموں میں سے ایک قوم ایسی ہے۔ جسے خوب معلوم ہے۔ کہ اپنے سے مخالف دین والوں پر کیسے حکومت کی جاتی ہے۔ اور کس طرح سے اپنی رعیت کے عقائد اور عادات کا احترام کیا جاتا ہے۔ وہ قوم انگریزی قوم ہے صرف یہی اکیلی مسیحی قوم ہے۔ جو رواداری کی پوری قدر جانتی ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:- الا تری ان نظامھم فی ذالک یقرب من نظام المسلمین۔ یوم کانوا مسلمین یکتفون من الناس بالخضوع للقوانین واداء ما یفرض علیھم من الضرائب ثم یحفظون نظام العدل بینھم بقدر ما تسمح بہ السیاسۃ لا یفرقون بین دین و دین؟ و ھکذا کان حال المسلمین وان کان ذالک علی قاعدۃ أبرّ وارحم۔ یعنی کیا تم غور نہیں کرتے۔ کہ انگریزوں کا انتظام مذہبی آزادی کے بارہ میں مسلمانوں کے نظام کے قریب قریب ہے۔ جبکہ مسلمان مسلمان ہوتے تھے۔ وہ لوگوں سے قانون کی فرمانبرداری اور مقررہ ٹیکس کی ادائیگی چاہتے ہیں۔ بعد ازاں جہاں تک سیاست اجازت دیتی ہے وہ عدل کے طریق کو محفوظ رکھتے ہیں اور کسی مذہب والوں کو دوسروں پر ترجیح نہیں دیتے۔ اور مسلمانوں کا بھی (سابقہ زمانہ میں) یہی دستور تھا۔ اگرچہ اس میں زیادہ احسان اور رحم مدنظر ہوتا تھا۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوےٰ فرمایا۔ اس زمانہ میں انگریزوں کی مذہبی رواداری ضرب المثل تھی۔ اور ان کا مذہبی آزادی دینا ہر کس و ناکس سے ان کو خراج تحسین دلاتا تھا۔ بلکہ ان دونوں اصحاب کو تو انگریزوں کے طریق عمل کی مثال صرف سلف صالح میں ہی نظر آتی تھی۔

خلاصہ بیان

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس حکومت کے زمانہ میں مبعوث ہوئے۔ اس کے حالات آیات قرآنیہ کی تصریحات۔ احادیث نبویّہ کے بیانات سب کا تقاضا یہی تھا۔ کہ آپ اپنی جماعت کی مادی آزادی کیلئے جنگی طریقہ نہیں۔ بلکہ تبلیغی طریقہ اختیار فرماتے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ آپ مثیل مسیح ہیں۔ جو حالات مسیح اول کے زمانہ کی حکومت اور مسیح کے اتباع کی آزادی جسمانی کے طریق کے متعلق وہاں پیش آئے ان کا اس جگہ بھی پیش آنا ضروری تھا تا الٰہی نوشتے پورے ہوتے اور دونوں مسیحوں میں اس

پٹنہ کالج میں آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی دلچسپ تقریر

نوجوانوں اور بیکاروں کو کیا کرنا چاہیئے

پٹنہ کے مشہور انگریزی روزنامہ "انڈین نیشن" نے ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں "سر ظفر اللہ خاں کی روح پرور تقریر" اور "طلبا کو نہایت قیمتی مشورہ" کے عنوانات کے ماتحت آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی اس تقریر کے اقتباسات درج کئے ہیں۔ جو آپ نے پٹنہ کالج کے ارباب اختیار کی درخواست پر ۲۴ جولائی کی شام کو کالج کے لیکچر ہال میں فرمائی۔ ذیل میں اس کا ترجمہ دیا جاتا ہے:-

یہ تقریب بزم ادب کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ جس کے صدر مسٹر جے۔ ایس آرمر پرنسپل تھے۔ حاضرین میں کالج کے پروفیسر صاحبان۔ مسٹر جعفر امام مسٹر حیدر امام مسٹر سی۔ وی۔ ایچ راؤ ایڈیٹر انڈین نیشن اور مسٹر کے ایس راؤ لنگوسٹک اکسپرٹ گورنمنٹ بہار خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

صدر کے ریمارکس

آنریبل سر چوہدری صاحب کی تقریر سے پہلے صاحب صدر مسٹر جے ایس آرمر نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے سر موصوف کی بلند پایہ شخصیت اور ہندوستان کے لئے آپ کی بیش بہا خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ میں حاضرین کے سامنے یہ بیان کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں۔ کہ جس طرح صوبجات متحدہ امریکہ کے صدر اور آئرش سینٹ کے ڈکٹیٹر جو سابق پروفیسر تھے ابتداءً پروفیسر تھے۔ اسی طرح سر ظفر اللہ خان صاحب بھی شروع شروع میں پروفیسر رہے بعد میں آپ نے اسے خیرباد کہہ دیا۔ واقعی یہ پیشہ بہت کم تعریف کے لائق ہے۔ اور خصوصاً امتحانات کے دنوں میں جبکہ پروفیسر کو بوچڑ اور اسی طرح کے اور کئی ناموں سے پکارا جاتا ہے

سر موصوف کی تقریر

اس کے بعد آنریبل سر چوہدری صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے فرمایا میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ میں کسی خاص موضوع پر آپ کے سامنے تقریر کرنے کے لئے تیار ہو کر نہیں آیا۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا سے میرا تعلق سیاسی یا آئینی معاملات پر آزادانہ طور پر تقریر کرنے سے مجھے روکتا ہے۔ اس لئے میری یہ تقریر یا گفتگو کئی ایسے امور کے متعلق ہوگی۔ جو مجھے امید ہے طالب علموں کے لئے دلچسپی کا باعث ہونگے

پٹنہ ہائی کورٹ میں پہلا مقدمہ

آپ نے صاحب صدر کے اس ریمارک کی کہ آپ ابتداء میں پروفیسر تھے تصحیح کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نے وکالت سے زندگی کا آغاز کیا۔ اگرچہ کچھ عرصہ کے لئے میں لا کالج لاہور میں تھوڑے وقت کا لیکچرار بھی رہا ہوں۔ تاہم میرے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ میں پروفیسر تھا کیونکہ میں کلاسوں کے چلانے کا ذمہ وار نہ تھا۔ اور میرے لیکچر مجھے وکالت سے باز نہ رکھتے تھے۔ میں نے پیشۂ وکالت بھی پٹنہ میں شروع کیا۔ اور میرا پہلا مقدمہ پٹنہ ہائی کورٹ میں تھا۔ جبکہ آج سے بیس سال پہلے میں ججان کی ایک مکمل بنچ کے سامنے جس میں بہار کے پہلے چیف جسٹس مسٹر جسٹس رولز بھی شامل تھے پیش ہوا تھا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا مجھے نہ صرف طلباء کو لیکچر دینے بلکہ ایک قانونی رسالہ "انڈین کیسز" جو اس وقت کا سب سے بڑا قانونی رسالہ تھا کی ایڈیٹری کا بھی تجربہ حاصل ہے۔

پریس کے متعلق

آپ نے فرمایا میں تسلیم کرتا ہوں کہ پریس کے متعلق مجھے ایک دو نا ملائم باتیں کہنی ہیں اس ضمن میں آپ نے ایک تلخ تجربہ کا ذکر کیا۔ جو آپ کی تیسری گول میز کانفرنس سے واپسی پر بمبئی میں ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ بمبئی اترنے پر میں نے بہت سے نمائندگان پریس سے جو مجھ سے بیان دینے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ پہلو بچایا لیکن ایک رپورٹر نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ اس نے کہا اگر آپ کوئی بیان دینا نہیں چاہتے۔ تو مجھے صرف یہی بتا دیجئے۔ کہ آیا گول میز کانفرنس کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا ہاں یہ سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ لیکن دوسرے روز صبح اخبار میں یہ پڑھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کہ ظفر اللہ خان بیان دینا نہ چاہتے تھے لیکن جب ان سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ گول میز کانفرنس مردہ ہے۔ اور ختم ہو چکی ہے۔ اور اس سے کسی قسم کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔

نوجوانوں کو مشورہ

تقریر کے اہم موضوعات کی طرف آتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ آج سہ پہر کو جب میں چائے پی رہا تھا۔ تو یہ تذکرہ چھیڑا۔ کہ آئندہ نسلیں اس قدر سنجیدہ اور پر متانت نہیں۔ جس قدر گذشتہ نسلیں یا یوں کہو کہ گذشتہ سے گذشتہ نسل تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی بات ایک اور زاویہ نگاہ سے بھی پیش کی جا سکتی ہے۔ اور وہ اس سے زیادہ نرم ہے۔ میرا خیال ہے کہ موجودہ زمانہ کے نوجوان تعمیری خیالات یا لائحۂ عمل کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے زیادہ تر ذہنی اور ادراکی جوش کی پیروی کرتے ہیں۔ اگر اس قسم کا جوش صحیح ذہنی تفحص کا حامل ہو۔ تو یہ بلاشبہ حصول علم کا ایک ضروری ابتدائی زینہ ہے۔ یا بالفاظ دیگر اگر اسے کسی نصب العین کے لئے بطور ذریعہ استعمال کیا جائے تو مفید ہے۔ لیکن جب خود اسی کو ایک نصب العین قرار دے دیا جائے تو یہ بہت سی ضیاع کوشش و طاقت پر منتج ہوتا ہے۔ بنا بریں آپ نے طلبا کو مشورہ دیا۔ کہ انہیں چاہیئے کہ وہ اس ذہنی جوش کی تلاش محض تفریح کے لئے نہیں بلکہ علم کی تحصیل میں اسے بطور ذریعہ استعمال کرنے کے لئے کریں۔

پریس سے ایک اور شکائت

آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے پریس کے متعلق ایک اور شکائت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ برہمو سماج شملہ کے سالانہ اجلاس میں "امن عالم" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے جب میں نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ ہندوستان کے مغرب کے ساتھ تعلق کی وجہ سے بہت سے امور میں ہندوستانیوں کے نقطہ ہائے نگاہ پر گہرا اثر پڑا ہے۔ اور یہ کہ مغربی معاشرت انسان کو اپنے ذاتی حقوق مقدم رکھنے پر زور دیتی ہے۔ یہ کہا کہ ہمیں چاہیئے ہم اپنے حقوق پر زور دینے کی بجائے اپنے فرائض پر جو ہم پر عائد ہوتے ہیں زیادہ زور دیں۔ تو ایک اخبار نے اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھا۔ کہ سر ظفر اللہ خان چونکہ گورنمنٹ کے رکن ہیں اس لئے قدرتی طور پر اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ کسی قسم کی سیاسی ہنگامہ خیزی نہیں ہونی چاہیئے۔ اور سوراج حاصل کرنے کے لئے کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ جب تک گورنمنٹ خود سوراج نہیں دے دیتی۔ ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے۔ حالانکہ میرے ذہن میں سیاست کے متعلق اس وقت کوئی خیال ہی نہ تھا۔ اور وہ موضوع جس پر میں تقریر کر رہا تھا۔ عالمگیر امن کے متعلق تھا۔ اور میرا مطلب صرف یہ تھا۔ کہ ہم سب کو چاہیئے کہ افراد ہونے کی حیثیت میں اپنے اپنے کنبوں کے رکن ہونے کی حیثیت میں۔ گروہوں قوموں اور نسلوں کے عنصر ہونے کی حیثیت میں کسی حکومت کے شہری ہونے کی حیثیت میں دنیا کے ایک حصہ جسے شرقی نصف کرہ ارضی کہا جاتا ہے کے باشندے ہونے کی حیثیت میں خود اپنے نفس کے لئے اور اپنے ہمعصروں کے لئے ایسا طرز عمل اختیار کریں۔ کہ ہر شخص اپنے حقوق کی تشریح و ترجیح پر اپنی تمام قوت صرف کرنے کی بجائے اپنے اس طرز عمل کو کلیتہً تبدیل کرے۔ ظاہر ہے کہ رپورٹر کو غلط فہمی ہوئی۔ اور اس نے خیال کیا

کہ بس یہ نظریہ صرف رعایا کے لئے، سوسائٹی کے مظلوم طبقہ کے لئے اور عموماً غربا کے غور کے لئے بیان کر رہا ہوں تاکہ وہ شورش نہ کریں بلکہ اسی پر مطمئن رہیں جو ان کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بالکل بے ہودہ بات ہے کیونکہ اس سے دنیا میں ترقی ناممکن ہے۔

قیام امن کے لئے کیا کرنا چاہیئے

اس وقت آقا اور ملازم کے درمیان کشمکش ہے مرد اور عورت کے درمیان تنازع ہے۔ اور دنیا میں امن عامہ کا فقدان ہے یہ ایک وسیع سوال ہے جس کا علاج یہ ہے کہ ذہنی اور ادراکی قوتوں کو ان دو متحارب طاقتوں پر صرف کیا جائے۔ تاکہ دور امن قریب تر ہو جائے۔ افسوس کی بات ہے کہ مغربی تہذیب اور دنیا کی بیداری زیادہ تر اس امر تک محدود ہے کہ ہمیں دنیا سے کیا اخذ کرنا چاہیئے اور اس امر سے اس کا کوئی تعلق نہیں کہ ہم پر سوسائٹی کی طرف سے کونسے فرائض عائد ہوتے ہیں جب تک ہم ان فرائض کو مقدم نہیں کرتے اس وقت تک ہم امن عالم کے لئے ممد ثابت نہیں ہو سکتے۔

زندگی کا بنیادی اصل

آپ نے اس نقطہ پر زور دیا۔ کہ زندگی کا ایک بنیادی اصل یہ ہے کہ بعض ضروری استثناؤں کے ہوتے ہوئے انفرادی مفاد کو اجتماعی مفاد پر قربان کر دینا چاہیئے یہ ایک ایسی بات ہے جو ملک میں عام طور پرسنی جاتی ہے۔ لیکن اس پر عمل بہت کم کیا جاتا ہے۔ آپ نے پنجاب کے شہروں میں تنگ گلیوں کی مثالیں پیش کیں۔ بازار میں بعض مکانات کے بڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے ٹیڑھی اور خستہ حالت میں ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ مکانات میونسپلٹی یا بڑے بڑے زمینداروں کے ہوتے ہیں جو اپنے مکانوں کی توسیع کے لئے میونسپل کمیٹی سے جگہ حاصل کرنے کا انتظام کر لیتے ہیں اور تقاضائے دیانت کے علاوہ وہ یہ بھی خیال نہیں کرتے ایک فٹ کی جگہ بہبودیٔ عامہ کے نقطہ نگاہ سے اس کے یا اس کے اخلاف کے لئے مفید ہونے کی بجائے قوم کے لئے زیادہ فائدہ مند ہو سکتی ہے۔

بیکاری کی لعنت

اس کے بعد آنریبل مقرر نے بیکاری کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کاہل اور سست زندگی ہی بہت سی بدعادات اور بیکاری کی لعنت کا بہت بڑا منبع ہے آپ نے بیکاروں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ اپنی ذہنی یا جسمانی سستی کو ترک کر دیں خواہ انہیں ہاتھوں سے محنت کرنا یا غریب مزدور ل کو بڑھانا ہی کیوں نہ پڑے۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں وہ سوسائٹی کی ترقی میں ممد ہونگے اگرچہ اپنی خدمات کا کوئی فوری معاوضہ حاصل نہ کر سکیں۔ اس سے سوسائٹی کی عام کیفیت روبہ اصلاح ہو جائے گی اور کام کی نئی راہیں نکل آئیں گی۔

شکریہ کا ووٹ

اس کے بعد ڈاکٹر گیان چند صاحب نے آپ کے لئے شکریہ کا ووٹ تجویز کرتے ہوئے کہا۔ میں اس بات پر مصر ہوں جو ہمارے پرنسپل صاحب نے کہی ہے۔ اور اس بات پر قائم ہوں۔ کہ سر ظفر اللہ خان صاحب پروفیسر تھے۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ اس تقریب میں شامل ہونے والے پروفیسروں کا خیال ہے۔ بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لئے بھی کہ پروفیسر بھی سیاسیات میں حصہ لینے کے اہل ہو سکتے ہیں۔ لہذا میں آپ کا ایک سابق رفیق ہونے کی حیثیت سے (قہقہہ) تمام حاضرین کی طرف سے اس روح پرور اور حقیقت افروز تقریر پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے ازراہ نوازش پٹنہ میں نہایت مصروف اوقات گذارنے کے بعد ہمیں اپنے خیالات سے مستفید کیا۔

سر ظفر اللہ خان:۔ مصروف اوقات گزارنے کے بعد نہیں۔ بلکہ درمیان میں۔

ڈاکٹر گیان چند:۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ ہمیں دو مصروف وقتوں کے درمیان رکھا گیا ہے۔

طلبا کی طرف سے باقاعدہ طور پر شکریہ کا ووٹ پاس ہونے کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس اجتماع میں کالج کے طلباء کے علاوہ دوسرے معززین بھی شریک ہوئے۔ اور انہوں نے سر ممدوح کی تقریر کو نہایت پسند کیا۔

چندہ تحریک جدید میں مخلصین جماعت کے تیسرے سال کے وعدے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اگرچہ تیسرے سال کی مالی قربانیوں کا ابھی مخلصین سے مطالبہ نہیں فرمایا۔ کیونکہ ابھی دوسرے سال کے ختم ہونے میں یکم دسمبر ۳۶ء تک میعاد باقی ہے۔ مگر چونکہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء کو ہی جب پہلے سال کی مالی قربانی کا مخلصین سے مطالبہ فرمایا تھا۔ کہ اگر حالات اسی قسم کے رہیں۔ تو کم از کم تحریک جدید کی قربانیوں کی میعاد تین سال تک ضروری ہوگی۔ تا جماعت ان اعلےٰ قربانیوں کے لئے طیار ہو جائے۔ اور ابھی سے ان کی ابتدائی مشق کرتی چلی جائے جو اس کے بعد مستقل قریب میں اسلام اور احمدیت کے متعلق پیش آنے والی ہیں۔ اور جس وقت مخلصین کے کان میں یہ آواز پہنچے۔ کہ اسلام اور احمدیت کو مومنین کے جان و مال کی ضرورت ہے اس وقت چاروں طرف سے مخلصین لبیک کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے آجائیں۔ پھر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مخلصین جماعت کے نام جو پیغام ۲۸ جون کے جلسوں کے وقت دیا تھا۔ اس میں بھی فرمایا کہ "اپنے دلوں میں عہد کرنا چاہیئے کہ آنے والی تحریک کے موقعہ پر موجودہ قربانی سے بڑھ کر قربانی کریں گے۔" اس لئے حضور کی طرف سے تیسرے سال کی قربانیوں کا اعلان نہ ہونے کے باوجود بعض مخلصین اپنے تیسرے سال کے وعدے حضور کی خدمت بابرکت میں اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ تا ان کو پہلے وعدہ کرنے کی وجہ سے سابقون الاولون میں شامل ہونے کا ثواب ملتا رہے۔ چنانچہ ایک فہرست تیسرے سال کے وعدہ کرنے والے اصحاب کی پہلے شائع کی جا چکی ہے۔ اب دوسری فہرست دی جاتی ہے

(۱) شیخ اللہ جوایا صاحب آگرہ پہلے سال کا ایک صد اور دوسرے سال کا ایک سو دس روپیہ ادا کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ گو تیسرے سال کی تحریک حضور کی طرف سے ابھی نہیں ہوئی۔ مگر میرے دل میں بڑے زور سے تحریک ہوئی۔ کہ ابھی سے تیسرے سال کا وعدہ کرنا چاہیئے۔ تا ثواب کا سلسلہ جاری رہے۔ پس حضور میرا وعدہ ۱۱۵/۰۰ تیسرے سال کا قبول فرمائیں۔

(۲) ڈاکٹر محمد الدین صاحب سیالکوٹ نے پہلے سال ایک سو روپیہ دوسرے سال ایک سو ایک اور تیسرے سال کے لئے مبلغ ایک سو پانچ روپیہ کا وعدہ حضور کے سامنے پیش کیا ہے

(۳) محمد زمان خان صاحب گرداور اسلام آباد کشمیر لکھتے ہیں۔ پہلے سال کے چھبیس دوسرے کے تیس ادا کر چکا ہوں۔ اب تیسرے سال کے لئے چھتیس کا وعدہ کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تا ختم چندہ تحریک موعودہ رقم ارسال ہوگی۔

(۴) منشی محمد حسن صاحب فیروز پور نے حضور کی خدمت میں لکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے مجھے کسی تحریک میں حصہ لینے سے محروم نہیں رکھا۔ اور باوجود ملازمت سے الگ ہوئے اور معمولی گذارہ کی صورت کے پہلے سال پچیس اور دوسرے سال اٹھائیس کا وعدہ کیا۔ مگر روپیہ نہ ملنے سے دل میں سخت اضطراب تھا۔ کہ جلد ادا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ صورت پیدا کی۔ کہ چار سال کے بعد میرے ایک کیس کا فیصلہ ہو کر بقایا مل گیا۔ جس سے تحریک جدید حصہ آمد اور دوسرے چندے ادا ہو گئے۔ اب تیسرے سال کے لئے خاکسار کا وعدہ تینتیس ۳۳ روپیہ معہ بیوی بچوں کے منظور فرمایا جائے

(۵) مرزا عنایت اللہ صاحب سکرٹری لکھنؤ۔ جنہوں نے لکھا کہ خاکسار اور مستری فضل کریم کی طرف سے جنہوں نے پہلے سال پانچ روپیہ اور دوسرے سال سوا چھ روپیہ کا وعدہ کر کے ایفا کیا تھا۔ تیسرے سال کا وعدہ دس دس روپیہ قبول ہو۔ دوسرے احباب جماعت کا وعدہ بھی عنقریب پیش حضور ہوگا۔

(۶) حکیم فتح محمد صاحب فیض اللہ چک لکھتے ہیں پہلے سال دس اور دوسرے سال ساڑھے دس روپیہ ادا کر دئے۔ تیسرے سال کے لئے وعدہ گیارہ روپے کا پیش حضور ہے

(۷) بابو فضل الدین صاحب اوورسیر رزمک نے پہلے سال کے ساٹھ دوسرے سال کے نوّے روپے ادا کرکے لکھا کہ اب اگرچہ میری ملازمت صرف سال ڈیڑھ سال رہ گئی ہے۔ تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے پچھلے ہر دو سال کی رقم کے مجموعہ کے برابر یعنے ۱۵۰ روپیہ کا وعدہ پیش ہے۔

(۸) ڈاکٹر سراج الدین احمد صاحب قلات لکھتے ہیں۔ چونکہ تحریک جدید ۱۹۳۶ء کے لئے احباب نے وعدے شروع کر دیئے ہیں۔ تا اس وقت تک ثواب کا سلسلہ جاری رہے۔ اس لئے پہلے سال کے دس اور دوسرے سال کے پندرہ روپے ادا کرکے تیسرے سال کا وعدہ بیس روپیہ کا پیشِ حضور ہے۔ قبول فرمایا جائے۔

(۹) منشی محمد ابراہیم صاحب پٹواری خودپور لاہور لکھتے ہیں۔ حسب الارشاد حضور پہلے سال کے آٹھ روپیہ دوسرے سال کے بارہ روپے ادا کر دیئے ہیں۔ اب بشرط زندگی تیسرے سال کا بیس روپے کا وعدہ حضور قبول فرمائیں؛

(۱۰) ایم۔ ایم سالم اکبر صاحب اچھاپور بنگال لکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ دوسرے سال کا چندہ تحریک جدید اس ماہ میں پورا ہو گیا۔ میں نے ایک سو بیس کا وعدہ کیا۔ اور خیال تھا کہ دس روپیہ ماہوار کی قسط سے ادا کرتا رہوں گا۔ مگر حضور کے متواتر ارشادات سے دل میں زور سے تحریک ہوئی۔ کہ وعدہ فوری پورا کرنا چاہیئے مگر باوجود اہلیہ صاحبہ کی علالت و علاج معالجہ پر زائد اخراجات ہونے کے اس ماہ میں ستر روپیہ بھیجکر ایک سو بیس روپیہ کا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔ تیسرے سال کے لئے حضور ایک سو پچیس روپیہ کا وعدہ قبول فرمائیں؛

چونکہ چندۂ تحریک جدید سال دوم میں اس وقت غیر معمولی کمی ہے۔ اس لئے ان دوستوں کو جن کے وعدے تا حال سو فیصدی پورے نہیں ہوئے چاہیئے کہ وہ نہ صرف دوسرے سال کے وعدوں کو اس ماہ میں ہی پورا کریں۔ بلکہ تیسرے سال کی مالی قربانی کے لئے بھی انہیں ابھی سے ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیئے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تیسرے سال کی قربانی کے مطالبہ پر فوری لبیک کہہ سکیں؛

فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان

کمیٹی دار الشکر قادیان کا ضروری اعلان

کمیٹی دار الشکر قادیان کے حصہ داروں کو واضح رہے کہ ان کی ماہوار اقساط اور اغراض مشترکہ کی رقم ماہ مئی ۱۹۳۶ء سے شمار کی جائیں گی۔ جو حصہ دار اپنے ذمہ کی اغراض مشترکہ کی رقم ۲۰ اگست ۱۹۳۶ء تک یا اپنے ذمہ کی ماہوار قسط ہر ماہ کی بیس تاریخ تک داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نہ کرا دیا کرے گا۔ اس سے ماہ اگست ۱۹۳۶ء سے باقاعدہ ایک پیسہ یومیہ حسب قواعد کمیٹی جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ اور جب تک وہ جرمانہ اور اپنے ذمہ کی کل رقوم ادا نہ کر دے گا۔ اس کا نام قرعہ میں نہیں ڈالا جائے گا۔ علاوہ ان حصہ داروں کے جنہوں نے اپنی خرید کردہ زمین پر مکان بنانے کی اطلاع دی ہے۔ باقیوں کے لئے زمین خریدنے کا انتظام کیا جا رہا ہے جو درخواست کنندگان ۲۰ اگست ۱۹۳۶ء تک اس کمیٹی میں شامل نہیں ہوں گے۔ ان کے لئے زمین نہیں خریدی جائے گی۔ ایسا ہی ۲۰ اگست ۱۹۳۶ء کے بعد اس میں شامل ہونے والوں کے لئے اسی قیمت پر زمین دینے کی کمیٹی ذمہ دار نہ ہوگی۔ کیونکہ زمین کی قیمتیں روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ نیز تمام حصہ داروں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اپنے تبدیلیٔ پتہ سے فوراً دفتر کو اطلاع دیا کریں۔ دفتر کا یہ دستور ہے کہ جب کوئی رقم کسی ایسے شخص کے نام آئے جس کا پتہ پہلے پتہ سے ملتا نہ ہو۔ تو اس کو نیا ممبر تصور کرکے اس کے نام وہ رقم لکھ دی جاتی ہے۔ کیونکہ ایک نام کے اور بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اس طرح حسابات میں غلطی واقع ہو سکتی ہے؛

پس تبدیلیٔ پتہ کی اطلاع نہ دینے والے دوست اپنے حسابات کی غلطی کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ تمام قسم کی خط و کتابت سکرٹری کمیٹی دار الشکر قادیان کے نام ہونی چاہیئے۔ اور ترسیل زر معرفت جناب محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہو۔ جو احباب۔ ابھی تک اس کمیٹی میں شامل نہیں ہوئے۔ انہیں چاہیئے کہ مکان بنانے والی کمیٹی قادیان میں دس روپے ماہوار کی آسان قسطوں سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مطالبہ ۱۸ کو پورا کرنے کے لئے شامل ہو کر عند اللہ اجر عظیم حاصل کریں۔ بعد میں یہ موقعہ مشکل ہو گا۔

خاکسار نذیر حسین سکرٹری دار الشکر دار الامان قادیان

ماہوار تبلیغی ٹریکٹ کے متعلق ضروری اعلان

نظارت دعوۃ و تبلیغ کا ماہوار ٹریکٹ بابت ماہ جولائی و اگست نمبر ۱۹/۲۰ بعنوان "مسلمانوں کی نجات اور ترقی کا ایک ہی راستہ" یعنی "مسئلہ خلافت اور مولانا ابو الکلام آزاد" چھپ رہا ہے۔ گذشتہ نمبر بیس ہزار طبع ہوا تھا۔ جس میں سے بہت ہی تھوڑے نسخے باقی ہیں۔ لہذا اگر کسی جماعت کو تازہ ٹریکٹ زیادہ مقدار میں مطلوب ہوں۔ تو انہیں چاہیئے کہ دفتر نظارت تبلیغ میں فوراً اطلاع دیں۔ پانچ اگست تک ٹریکٹ بھیجنے شروع کر دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اسی طرح اگر کسی جماعت کو ان کی ضرورت سے زیادہ مقدار میں ٹریکٹ بھیجے گئے ہوں تو انہیں بھی مطلع کرنا چاہیئے۔ اور تقسیم ٹریکٹوں کے متعلق احباب کو خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ تاکہ کوئی ٹریکٹ بے موقعہ ضائع نہ جائے؛

مہتمم نشر و اشاعت صیغہ دعوۃ و تبلیغ

قابل توجہ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سیالکوٹ

بندہ اپنے گاؤں موضع جنڈی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں اکیلا احمدی ہے۔ عرصہ تین چار ماہ سے سمیان محمد الہی عبد اللہ ظفر اللہ کے لواحقین نے میرے ساتھ بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں پہونچاتے رہتے تھے۔ تاکہ میں گاؤں چھوڑ کر چلا جاؤں۔ لیکن بندہ برداشت کرتا رہا۔ ۱۵ جولائی کو مجھ پر ٹوکے سے قاتلانہ حملہ کر دیا جس سے ضرب سخت لگی۔ جان جانے کا اندیشہ تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ بچ گیا ہوں۔ لیکن ابھی لوگوں سے سخت خطرہ لاحق ہے۔ بندہ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سیالکوٹ کا بہت شکرگزار ہے۔ کہ انہوں نے مظلوم کی دادرسی کے لئے ملزمان کا چالان کر دیا ہے۔ لیکن معلوم ہوا ہے بندہ کے گواہوں پر ناجائز دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ شہادت نہ دیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ خاکسار محمد الدین

بک ڈپو کا ضروری اعلان

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے کامل پور اور ضلع لائلپور میں دورہ کرنے اور دوستوں کو تبلیغی سٹوں اور دیگر تین نئی کتب ملفوظات مسیح موعود۔ روئداد مقدمہ بہاولپور۔ ذکر حبیب کا خریدار بنانے کے لئے مولوی عبد القدوس صاحب مالاباری مہاجر قادیان کو بھیجا گیا ہے۔ امید ہے کہ دوست ان سے تعاون کریں گے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں انہیں آرڈر دیں گے۔ اور ہر ایک دوست جو انہیں آرڈر دے۔ وہ پوری قیمت یا اس کا کچھ حصہ جو آرڈر کے ساتھ پیشگی دینا چاہیئے۔ اپنی جماعت کے سکرٹری مالی کی معرفت بھجوائیں۔ توقع ہے کہ مولوی صاحب موصوف جس جماعت میں پہونچیں گے۔ وہاں کے سکرٹری مال اپنے ہاں کے دوستوں سے تو منہ بول

خریداران الفضل جن کے نام وی پی ہونگے

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۱۵۴۵۔ شیخ احمد علی صاحب
۱۱۵۸۰۔ سلیمان خان صاحب
۱۱۶۷۴۔ منشی غلام محمد صاحب
۱۱۶۷۷۔ منشی نتھے خان صاحب
۱۱۶۸۲۔ مولوی عبد الماجد صاحب
۱۱۶۸۳۔ فضل الہٰی صاحب
۱۱۶۹۱۔ اے آر ارشد صاحب
۱۱۶۹۹۔ منشی رحمت علی صاحب
۱۱۷۲۹۔ حکیم اللہ دتہ صاحب
۱۱۷۱۹۔ ملک بشیر احمد صاحب
۱۱۷۲۸۔ محمد اقبال صاحب
۱۱۷۴۰۔ بابو عبد الغنی صاحب
۱۱۷۵۷۔ چوہدری بدر الدین صاحب
۱۱۳۹۶۔ قاضی محمد حسین صاحب
۱۱۸۳۴۔ غلام محمد نذیر صاحب
۱۱۸۵۲۔ غلام نبی صاحب
۱۱۸۶۵۔ ایم مظفر احمد صاحب
۱۱۸۶۸۔ امان اللہ خان صاحب
۱۱۸۸۷۔ محمد عمر صاحب
۱۱۸۹۰۔ محمد شفیع صاحب
۱۱۸۹۶۔ سید محمد شاہ صاحب
۱۱۹۰۵۔ اللہ بخش صاحب
۱۱۹۰۸۔ ماسٹر شاہ محمد صاحب
۱۱۹۳۱۔ سید منظور احمد صاحب
۱۱۹۳۴۔ غلام حیدر صاحب
۱۱۹۳۵۔ چوہدری برکت علی صاحب
۱۱۹۳۶۔ محمود احمد صاحب
۱۱۹۹۴۔ غلام مجدد صاحب
۱۲۰۱۱۔ چوہدری اللہ بخش صاحب
۱۲۰۱۲۔ بشارت احمد صاحب
۱۲۰۲۹۔ محمد اسمٰعیل صاحب
۱۲۰۴۲۔ شیخ محمد سعید صاحب
۱۲۰۴۷۔ میسرز نظام اینڈ کو
۱۲۰۵۳۔ علی محمد صاحب مسلم
۱۲۰۶۰۔ محمد اسحٰق صاحب
۱۲۰۶۳۔ ڈاکٹر عطا محمد صاحب
۱۲۰۶۶۔ راجہ محمد یوسف صاحب
۱۲۰۶۸۔ عبد الرحمٰن صاحب
۱۲۰۸۶۔ فقیر احمد خان صاحب
۱۲۰۸۹۔ میر عمر خطاب صاحب
۱۲۰۹۰۔ یوسف علی صاحب

کتابی تبلیغ اور احباب کوئٹہ

خدا کے فضل و کرم سے ملک کے دور دراز علاقوں میں بھی کتابی تبلیغ والی تجویز مقبول ہو رہی ہے۔ چنانچہ احباب کوئٹہ نے بھی اپنے محترم امیر جماعت کی تحریک پر ۱۵۔ انگریزی سیٹ ۱۵ فارسی سیٹ اور ۱۵ اردو سیٹ قیمتی ۱۳۵ روپیہ کا آرڈر بھجوایا ہے۔ جو ان کے تبلیغی شغف کا قابل تعریف ثبوت ہے۔ اگر دیگر مقامات کے دوست بھی ان کی طرح ہمت سے کام لیں تو قلیل عرصہ میں ہی سینکڑوں کیا ہزاروں کی تعداد میں تبلیغی سیٹ بڑی آسانی کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں بھجوائے جا سکتے ہیں۔ اور ہر ملک اور ہر قوم کے سمجھدار لوگوں تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا جا سکتا ہے امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کے آرڈر کے بعد برادرم ناظر حسین صاحب گڈس کلرک کوئٹہ کی مندرجہ ذیل چٹھی بھی موصول ہوئی ہے امید ہے کہ وہ دوست جنہوں نے ابھی تک اس مبارک تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ اس طرف متوجہ ہونگے اور اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے۔ "یقیناً یہ امر دوستوں کیلئے باعث مسرت ہوگا کہ صیغہ بکڈپو قادیان نے ۱۲ کتابوں کا سیٹ نہایت ہی مناسب قیمت پر مہیا کر کے تبلیغ کا موقع بہم پہنچایا ہے چنانچہ جماعت کوئٹہ نے بھی ۱۵ سیٹ انگریزی ۱۵ سیٹ فارسی اور ۱۵ سیٹ اردو قیمتی ۱۳۵/- روپیہ کا آرڈر دیدیا ہے امید ہے کہ دیگر احباب بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے"۔

انگریزی مجلد کتب کا سیٹ

(جس کی پہلے ۱۸ روپیہ قیمت تھی مگر اب صرف پانچ روپیہ کر دی ہے)

(۱) تفسیر و ترجمہ پارہ اول مجلد سنہری
(۲) ٹیچنگ آف اسلام مجلد مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۳) تعلیم المسیح انگریزی ترجمہ مجلد
(۴) احمدیت یعنی حقیقی اسلام مجلد مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی جس کا ترجمہ آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے کیا ہے
(۵) تحفہ پرنس آف ویلز مجلد مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی
(۶) سوانح حضرت مسیح موعود مجلد

مندرجہ بالا چھ کتابیں جو اپنے نادر مضامین کے علاوہ کاغذ چھپائی ٹائپ اور جلد بندی کے لحاظ سے بھی دیدہ زیب ہیں اب اٹھارہ روپیہ کی بجائے صرف پانچ روپیہ میں ہی دیدی جائیں گی۔

فارسی مجلد کتب کا سیٹ

(اس کی پہلے چھ روپیہ قیمت تھی۔ مگر اب صرف ڈیڑھ روپیہ)

(۱) لجۃ النور مجلد عربی۔ فارسی مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۲) درثمین فارسی مکمل مجلد
(۳) دعوت الامیر فارسی مجلد مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔

ان ممالک کے لئے جہاں فارسی کا رواج ہے۔ یہ سیٹ انشاء اللہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔ دوستوں کو چاہیئے۔ صوبہ سرحد بلوچستان۔ افغانستان۔ ایران اور آزاد علاقہ کے لوگوں میں اس کی خوب اشاعت کریں۔ کیونکہ اب تو ان مجلد کتابوں کی قیمت برائے نام صرف ڈیڑھ روپیہ کر دی گئی ہے۔ صوبہ سرحد بلوچستان آباد ان وغیرہ کی جماعتوں کو انکی اشاعت کیطرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے۔

اردو مجلد کتب کا سیٹ

(جس کی پہلے کبھی ۸ روپیہ قیمت تھی مگر اب صرف ڈھائی روپیہ)

(۱) کشتی نوح اردو مجلد مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۲) حقیقۃ الوحی مجلد
(۳) دعوۃ الامیر اردو مجلد مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی پہلے کبھی ان کی ۸ روپیہ قیمت تھی۔ مگر دو ایک سال سے چار روپے۔ آ گئے کر دی تھی۔ مگر اب تو عام اشاعت کی خاطر مجلد بندھی ہندھائی کتابیں صرف اڑھائی روپیہ میں دی جا رہی ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنے اپنے علاقہ یا صوبہ کے سمجھدار سلیم الطبع لوگوں تک انہیں پہنچا دیں۔ بلکہ مختلف پبلک لائبریریوں میں بھی رکھوائیں تاکہ ہر خاص و عام فائدہ اٹھا سکے۔

ملک فضل حسین مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۸ جولائی۔ جبل الطارق کے نزدیک حکومت ہسپانیہ کی وفادار اور باغی فوج کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ لینیا کے قریب باغیوں نے سرکاری فوج کے تمام سپاہیوں کو جو سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ تہ تیغ کر دیا۔ باغیوں کے ساٹھ سپاہی قتل ہوئے۔

میڈرڈ ۲۸ جولائی۔ وزیر داخلہ نے ایک اعلان براڈکاسٹ کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے۔ کہ تحریک بغاوت پر قابو پا لیا گیا ہے جو باغی میڈرڈ کے قریب پہاڑیوں میں متعین تھے۔ وہ نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئے ہیں۔

جبل الطارق ۲۸ جولائی۔ لینیا کے مقام پر باغیوں کی لاشوں کا دورہ کرتے ہوئے رائٹر کے نامہ نگار سے باغیوں کے لیڈر نے کہا۔ کہ اس کی افواج کو ہدایت کی گئی ہے کہ کسی کو اسیر نہ کیا جائے۔ بلکہ کمیونسٹوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

ایتھنز ۲۸ جولائی۔ یونانی حلقوں میں بلغاریہ اور اطالیہ کے خلاف زبردست ہیجان پھیلا ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بلغاریہ کے جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ مغربی تھریس میں اترا۔ اور جنگی محاذوں کے ضروری نقشہ جات لے کر واپس ہو گیا۔ دوسری طرف اطالوی بحری بیڑے نے ایک یونانی جزیرے پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس سے بلقان میں سخت ہیجان پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ یوگوسلاویہ اور رومانیہ نے اپنے فضائی بیڑے کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیدیا ہے اور ترکی نے پانچ سو طیاروں کا ایک بیڑہ تھریس کی سرحد پر بھیج دیا ہے۔

بنارس ۲۸ جولائی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تین قیدی عدالتی حوالات سے بھاگ گئے۔ اس سلسلہ میں ایک ہیڈ کانسٹیبل اور گیارہ کنسٹیبلوں کو معطل کر دیا گیا ہے اور ان کے خلاف تحقیقات شروع کر دی ہے۔

مدراس ۲۸ جولائی۔ "انڈین ایکسپریس" لکھتا ہے۔ کہ حال میں بمبئی کی گفت وشنید کے نتیجہ کے طور پر ڈاکٹر مونجے اور ڈاکٹر امبیدکار نے ہریجنوں کے تبدیلی مذہب کے سلسلہ میں باہم سمجھوتہ کر لیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر اچھوت اقوام کسی اور مذہب کو اختیار کرنے کی بجائے سکھ مذہب قبول کرلیں۔ تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ ڈاکٹر مونجے اس سلسلہ میں عنقریب مہاراجہ پٹیالہ سے ملاقات کریں گے

شیخوپورہ ۲۸ جولائی۔ آج شیخوپورہ کے قریب یکے بعد دیگرے دو بم پھٹ گئے پولیس نے موقع پر پہنچ کر ان کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور انہیں کیمیاوی امتحان کے لئے بھیج دیا۔

پشاور ۲۸ جولائی۔ اطلاع مظہر ہے کہ رات کو نمک منڈی میں آگ لگ گئی جس سے چار مکان اور تین دکانیں جل گئیں۔ ایک گھنٹہ کی مسلسل کوشش کے بعد فائر بریگیڈ نے آگ پر قابو پایا۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ آج جب ہندوستان اور انگلستان کے درمیان دوسرا ٹیسٹ میچ موسمی حالت کے ماتحت ختم ہوا۔ تو دوسری اننگز میں ہندوستانیوں کا آخری سکور چار وکٹوں پر ۳۹۰ رنز تھا۔

مدراس ۲۸ جولائی۔ سر کے۔ وی۔ ریڈی مدراس کے قائم مقام دیسی گورنر لیجسلیٹو کونسل کے آئندہ اجلاس میں جو ۱۷ اگست کو منعقد ہوگا تقریر کریں گے۔

بمبئی ۲۸ جولائی۔ اخبار "ٹائمز آف انڈیا" کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں سر سکندر حیات خان نے کہا۔ یہ بیان غلط ہے کہ یونینسٹ پارٹی کی رہنمائی قبول کرنے سے ان کے متعلق غیر مسلموں کے تعلقات پر ناخوشگوار اثر پڑا ہے۔ جہاں تک فرقہ وارانہ فیصلہ کا تعلق ہے۔ صوبجاتی مجالس اس میں رد وبدل نہیں کر سکتیں ان حالات میں اگر غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ تعاون نہ کریں گے۔ تو یہ سراسر ان کی حماقت ہوگی۔ ایکٹ انتقال اراضی کے متعلق کہا ہم بعض ایسی تجاویز پر غور کر رہے ہیں۔ جن کا مقصد ایسی تبدیلیاں پیدا کرنا ہے۔ جو اس ایکٹ میں سے ان باتوں کو دور کر سکیں جس سے دونوں قوموں میں اس وقت بعد المشرقین ہے

میمن سنگھ ۲۸ جولائی۔ مہاراجہ صاحب میمن سنگھ نے جو مشرقی بنگال کے سب سے بڑے زمیندار ہیں۔ اپنے مزارعین کی اقتصادی حالت کی تحقیق کا انتظام کیا ہے۔ نیز ایک حکم کی رو سے ان کے تمام سابقہ لگان معاف کر دیئے ہیں۔ جن کی کل تعداد پندرہ لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی ہے۔

مدراس ۲۸ جولائی۔ مسٹر ایم اننتا سیانم آئینگر ایم ایل اے نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس شملہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی کسی مجلس آئین ساز کا کوئی رکن آئندہ کے لئے حکومت کے ماتحت یا حکومت کے انتظام کے ماتحت کسی ادارہ میں کسی بانتخواہ عہدے پر متمکن نہ کیا جائے نیز یہ کہ کسی رکن کو رکنیت کے زمانہ میں اور رکنیت کے خاتمہ پر دو سال سے پہلے کوئی خطاب نہ دیا جائے۔

امرتسر ۲۸ جولائی۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۹ آنے ۹ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے ۲ آنے ۳ پائی۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۲ آنے چاندی دیسی ۴۹ روپے ۸ آنے ہے۔

شملہ ۲۸ جولائی۔ پنجاب میں بیکاری کو دور کرنے کے لئے حکومت پنجاب جو تجاویز مرتب کر رہی ہے اس میں ایک یہ بھی ہے کہ امرتسر میں تعلیم یافتہ بے کاروں کو درزیوں کا کام سکھلانے کے لئے ایک سکول کھولا جائے اس سکول میں سردست بیس طلبا کی گنجائش ہوگی۔ اور پھر چالیس تک طلبا رکھے جائیں گے

لاہور ۲۸ جولائی۔ ہنگری کی ایک مشہور خاتون مادام ترقرن لیلا لاہور آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے نمائندگان پریس کو ملاقات کے دوران میں بعض دلچسپ باتیں کہیں۔ چنانچہ کہا۔ کہ ہندوستان کی آزادی قریب ہے۔ لیکن ہندوستان مدت دراز تک برطانیہ کی امداد سے بے نیاز نہ ہوگا۔ چار سال کے اندر اسلامی ممالک کے درمیان ایک عالمگیر اتحاد ہو جائے گا۔ ایک بہت بڑی اسلامی قلمرو قائم ہوگی۔ جس کا مرکز بغداد ہوگا۔ ۱۹۳۷ء کے اواخر میں ایک بہت بڑی جنگ چھڑ جائے گی۔ مسولینی اور ہٹلر کی زندگی بہت زیادہ باقی نہیں ان کا انجام قتل ہوگا۔

بریلی ۲۸ جولائی۔ گذشتہ اڑتالیس گھنٹوں میں شدید بارش کے باعث ضلع بریلی کے زیریں علاقے زیر آب ہیں۔ دریائے رام گنگا میں پھر طغیانی آرہی ہے۔ اور بریلی اور چنیٹی کے درمیان پل خطرہ میں ہے۔

برلن ۲۸ جولائی۔ جرمنی کا ایک تباہ کن جہاز اور تین آبدوز کشتیاں کل ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔

پانڈیچری ۲۸ جولائی پانڈیچری کے ایک کارخانہ میں تین ہزار مزدوروں نے آج یکایک تخفیف اجرت کی بنا پر ہڑتال کر دی۔ اور کارخانہ کی عمارت سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ فرانسیسی ہند کے گورنر نے کارخانہ میں پہنچ کر مزدوروں کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کرنے کا اطمینان دلایا۔ چنانچہ تین کارخانوں کے نمائندے گفت وشنید کے لئے گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئے۔ امید کی جاتی ہے کہ گورنر اور نمائندوں کے درمیان آزادانہ گفتگو ہوگی۔ ہڑتالی مزدور کارخانہ میں مقیم ہیں۔

بیت المقدس ۲۸ جولائی۔ نابلس کی بالائی پہاڑیوں میں برطانی فوج اور عربوں کے درمیان بارہ گھنٹے سے شدید جنگ جاری ہے۔ اس وقت تک ایک برطانی سپاہی اور تین عرب ہلاک ہو چکے ہیں اور ایک عرب گرفتار کیا گیا ہے۔ عربوں کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔ برطانی فوج کی طیاروں سے مدد کی جا رہی ہے۔

پونہ ۲۷ جولائی۔ کل مہاراشٹر پراونشل کانگرس کے رہنماؤں کے درمیان ایک بے ضابطہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے انعقاد کا مطلب یہ تھا کہ صوبائی انتخابات کے مسائل کے تصفیہ کے متعلق کانگرس نیشنلسٹ پارٹی۔ اور ڈیموکریٹک سوراج پارٹی کے زاویہ ہائے نقطہ نگاہ کو متحد کیا جائے۔ زیر بحث موضوعات میں سب سے زیادہ بحث اس سوال پر کی گئی کہ پراونشل کانگرس کمیٹی اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو تاکید کرنی چاہئیے۔ کہ فرقہ وار فیصلے کے مسئلہ کے متعلق جلدی ایسا فیصلہ کریں۔ جو کانگرس نیشنلسٹ پارٹی اور ڈیموکریٹک پارٹی کے لئے اطمینان بخش قرار دیا جا سکے۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی